



سوال

(71) راجح مصلحت کے تحت مسجد کی جگہ تبدیل کرنا جائز ہے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و درامین مسئلہ کہ ایک آدمی نے کچھ جگہ مسجد کے لیے وقف کر دی، لیکن اس جگہ پر آبادی نہیں ہے اور نہ ہی جلدی آبادی ہونے کی توقع ہے۔ وہ اس جگہ پر مسجد بنانے کو موجود حالت میں مناسب نہیں سمجھتے۔ کیا وہ وقف شدہ جگہ فروخت کر کے کسی آبادی والی جگہ جہاں پر مسجد کی ضرورت ہے وہاں جگہ خرید سکتے ہیں یا مسجد کی تعمیر پر لگا سکتے ہیں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں دلائل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔ (سائل: محمد طارق جاوید رچنا ٹاؤن فیروز والا)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اگر واقعی صورت حال وہی ہے جو سوال نامہ میں مرقوم ہے تو اس وقف میں مفید تبدیلی کی شرعاً اجازت اور گنجائش ہے۔ ورنہ کسی قسم کی تبدیلی ہرگز جائز نہیں، کیونکہ مسجد وقف کی قسم ہے اور وقف عقد لازم ہے۔ یہ تبدیل نہیں ہو سکتا حدیث میں ہے انہ لایباع ولا یوہب ولا یورث یعنی وقف نہ فروخت کیا جا سکتا ہے، نہ ہبہ کیا جا سکتا ہے اور نہ وراثت میں لیا جا سکتا ہے، اس بنا پر مسجد کے لیے وقف پلاٹ مسجد ہی کے لیے رہے گا۔ لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ اس پلاٹ سے فائدہ اٹھانے کی صورت کیا ہے، اگر یہاں مسجد بنائی جا سکتی ہے تو مسجد ہی تعمیر کرنی ہوگی۔ ہاں اگر ہوں مسجد بنانے کی کوئی صورت نہیں۔ یا یہاں مسجد کی ضرورت ہی نہیں یا وہاں نماز ہی نہیں اور نماز کے لیے دوسری مسجد موجود ہے یا کوئی اور شرعی وجہ سے تو اس مسجد کو کسی اور وقف میں تبدیل کیا جا سکتا ہے جس سے دوسری مسجد کو فائدہ پہنچے، مثلاً: یہ جگہ کرایہ پر یا ٹھیکہ پر دے دی جائے یا اس میں کھیتی باڑی کی جائے یا پھر فروخت کر کے اس کی قیمت سے کسی ایسی جگہ مسجد تعمیر کر دی جائے جہاں مسجد کی ضرورت ہو یا درس و تدریس وغیرہ، کسی نیک مصرف پر صرف کر دی جائے۔ بہر صورت جو چیز اللہ وقف ہو چکی حتی الوسع جیسے بھی ممکن ہو اس کو اسی راہ میں صرف کرنا چاہیے۔ ضائع نہ ہونے پائے بالآخر وہاں قبرستان بھی بنایا جا سکتا ہے۔ یہ بھی مسلمانوں کے عام فائدہ کی چیز ہے۔ صحیح مسلم و نیل الاوطار میں ہے:

((عن عائشہ انھا قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لولا ان قومک حدیث عہد بجا علیہ اوقاص بحفر لانفقت کثر الکعبۃ فی سبیل اللہ و بھلت با بجا بالارض ولادخلت فیما من الحج)) صحیح مسلم باب لقص الکعبۃ ج ۱ ص ۲۲۹ و نیل الاوطار ج ۶ ص ۳۱

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ نے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم نئی نئی جاہلیت کو نہ چھوڑے ہوتی یا کفر کو تو میں کعبہ کا خزانہ اللہ کی راہ میں صرف کر دیتا (یعنی جہاد میں) اور اس کا دروازہ زمین کی سطح کے برابر بنا دیتا اور حطیم کو کعبہ میں شامل کر دیتا۔



بیت اللہ کے خزانے سے وہ مال مراد ہے جو لوگ بیت اللہ کی خاطر نذر کرتے تھے۔ جیسے مسجد میں لوگ دیتے ہیں۔ یہ خزانہ بیت اللہ میں یوں ہی مدفون پڑا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ یہ بیت اللہ کی ضرورت سے فاضل ہے تو اس کو فی سبیل اللہ خرچ کر دینا مناسب سمجھا لیکن اہل مکہ چونکہ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اندیشہ تھا کہ کہیں وہ بدظن نہ ہو جائیں۔ اس لیے اسے جوں کا توں چھوڑ دیا۔ آپ کے اس ارادہ سے ثابت ہوا کہ جب کوئی وقف ضائع ہوتا نظر آئے تو اس کی کوئی ایسی صورت بنا لینی چاہیے جس سے وہ ضائع نہ ہو جائے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ تصریح فرماتے ہیں :

والمسجد اذا تخرب ما حوله، فينقل الى مكان آخر، أو يباع ويشترى، ثم يملكه بمقامه (فقه السنة ج ۳ ص ۳۸۶)

”جب مسجد کے ارد گرد ویرانہ ہو جائے تو اسے دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے گا یا وہ بیچ دیا جائے گی اور اس کی قیمت سے اس کے قائم مقام کچھ اور خرید لیا جائے گا۔“

مزید لکھتے ہیں :

واجب أحمد بن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه، نقل مسجد الكوفة القديم إلى مكان آخر، وصار الاول سوقا للمتارين (1)، فذا ابدال لعرصة المسجد وأما ابدال بناء آخر، فإن عمر و عثمان رضي الله عنه بنيا مسجد النبي ﷺ على بناء الاول۔

”احمد نے استدلال کیا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قدیم مسجد کوفہ دوسری جگہ منتقل کی اور پہلی جگہ کھجور منڈی بن گئی یہ (مثال) مسجد کی زمین بدلنے کی ہے اور مسجد کی عمارت بدلنے کی مثال یہ ہے کہ عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما نے مسجد نبوی کی عمارت تبدیل کی قدیم بنیادوں پر۔“

ولو خرب المسجد وما حوله وتفرق الناس لا يعود إلى الملك والواقف عند أبي حنيفة والى يوسف فيباع باذن القاضي ويصرف ثمنه إلى بعض المسجد۔ (رد المحتار ج ۳ ص ۳۸۳)

”اگر مسجد اور ارد گرد ویران ہو جائے اور لوگ منتشر ہو جائیں تو ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک وقف کرنے والے کی ملکیت نہیں بن جائے گی بلکہ قاضی کی اجازت سے بیچ دی جائے گی اور دیگر مساجد پر اس کی قیمت خرچ کر دی جائے گی۔“

خلاصہ بحث یہ کہ مذکورہ بالا حدیث اور فقہی فتاویٰ کی روشنی میں مسئلہ وقف شدہ پلاٹ فروخت کر کے اس کی قیمت سے دوسری ضرورت والی جگہ میں مسجد تعمیر کر لینا بلاشبہ شرعاً جائز ہے یا پھر اس کی قیمت کو کسی دوسری ضرورت مند مسجد پر صرف کر سکتے ہیں اور وقف خواہ ذہنی ہو یا قانونی ہو دونوں قسم کا وقف، شرعاً وقف ہی ہے کیونکہ اصل نیت ہے اور مقصود رضا الہی ہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ محدیہ

ج 1 ص 315

محدث فتویٰ